ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

فکر اسلامی کی عصری افادیت اور اسکی اساسیات کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study on the Contemporary Significance and Fundamentals of Islamic Thought

Dr Hafiz Ghulam Mustafa
Khateeb;A block Mosque,ph6,DHA,Lahore,(Gm93299@gmail.com)
Hafiz Muhammad Jamil
PHD scholar Lahore Garrision university, Lahore(*hafizmuhammadjamil98@gmail.com)*
****Dr Muhammad Amin Bhatti***
EST(AT)GHS Rehanwala, NNS(aminghsrehanwala@gmail.com)

Abstract

Contemplation is a unique quality that distinguishes humans from other creatures. Islamic thought, characterized by its divine origins, is a special mercy from Allah for humanity. Developed through the stages of enlightenment provided by divine knowledge, it serves as a guide for achieving success in both worldly and spiritual matters. Contrary to misconceptions, Islamic civilization and culture pose no threat to humanity nor create problems for the world. Instead, due to its universal attributes, Islamic thought ensures peace and harmony among various religions and communities. History has shown that those who deviated from Islamic principles, relying solely on their reasoning to devise systems of life, have often caused unrest, conflict, and misguidance for others. In the present era, adopting Islamic thought is essential for our salvation, leaving no viable alternative. This research article explores the contemporary relevance and significance of Islamic thought while discussing its fundamental principles. It argues that Islamic thought is not only a comprehensive framework for achieving individual and collective well-being but also a vital tool for addressing modern challenges. The study concludes with actionable recommendations to integrate Islamic principles into contemporary life, ensuring peace, prosperity, and ethical governance globally.

Keywords: *Islamic Thought, Contemporary Relevance, Fundamentals of Islamic Thought, Universal Peace, Ethical Governance*

تدبر وہ خوبی ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ فکر اسلامی اپنی خصوصیات کی بنا پر بنی نوع انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔ فکر اسلامی الہامی علم کی روشنی میں ارتقائی منازل طے کر کے مکمل ہوتی ہے تا کہ ہر انسان اسکی مدد سے دنیوی واخروی کامیابیاں حاصل کر سکے۔ اسلامی تہذیب وثقافت سے انسانیت کو بالکل کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی اسلام دنیا کے لیے کوئی مسئلہ ہے۔ اسلامی فکر عالمگیر خصوصیات کی وجہ سے مذاہب عالم کو امن کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔ جن عناصر نے فکر اسلامی سے ہٹ کر اپنی عقل کے مطابق نظام زندگی کے اصول وضع کیے اور جنہوں نے مسلم فکر سے راہ فرار اختیار کر کے شخصی اور فکری نظریات کی ترویج واشاعت کی وہ لوگ ہمیشہ دوسروں کے لیے فساد وبدامنی اور گمراہی کا سبب بنے۔ سو عصر حاضر میں فکر اسلامی کو اپنانے میں ہی ہماری نجات ہے اسکے بغیر کوئی دوسرا آپشن ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس تحقیقی آرٹیکل میں فکر اسلامی کی عصری ضرورت واہمیت کو ذکر کرتے ہوئے اسکی اساسیات پر بحث کی جائے گا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

فکر کی مختلف تعریفات:

فکر وتدبر ایک ایسا ذہنی عمل کہلاتا ہے جس میں کوئی شخص تمام ترخیالات ذہن سے نکال کر صرف ایک ہی نکتہ پر گہرائی سے سوچ وبچار کرتا ہے۔ قاموس المحیط میں فکر کا معنی بیان کرتے ہوئے امام فیروز آبادی لکھتے ہیں:

الفِكْرُ بالكَسْرِ، إعمال النظر في الشيء.1

"فکر،ف کی زیر کیساتھ اسکا معنی ہوتا ہے کسی چیز میں غور وفکر کرنا۔"

لغت کی معروف کتاب "المعجم الوسیط" میں فکر وتدبر کا معنی ومفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

الفِكْرُ: إعمال العقل في معلومٍ للوصولِ إلى معرفةِ مجهولٍ، ويُقال: (لي في الأمر فِكْرٌ)، أيْ نَظَرٌ ورُؤيَة۔2

"فکر کا معنی ہے عقل کو ایسی معلوم چیز میں استعمال کرنا جو مجہول شئے کی معرفت تک پہنچادے۔"

معروف مسلم فلاسفر امام غزالی فکر انسانی کو یوں بیان کرتے ہیں:

اعلم أن معنى الفكر هو احضار معرفتين في القلب ليستثمر منهما معرفة ثالثة. وقد جعل الفكر مرادفا للتأمل والتدبر. 3

"جان لو کہ فکر کا معنی ہے دو معلوم چیزوں کو دل میں لانا تاکہ ان دونوں سے تیسری چیز معلوم ہو جائے۔ فکر کا لفظ غور وفکر کے مترادف ہی رہا ہے۔"

فکر کی اصطلاحی تعریف:

والفكر في االصطالح اليخرج معناه عن املعاني السابقة، فهو إعمال العقل للوصول إلـمعرفة مجهول، أو حل مشكلة أو التوفيق بين المفاهيم الفلسفية۔4

"اصطلاح میں فکر سے مراد سابقہ معانی سے انحراف نہیں بلکہ یہ ذہنی کا ادراک ہوتا ہے جو نامعلوم چیز کے علم تک پہنچاتا ہے، یا فکر سے مراد کسی مسئلے کو حل کرنا، یا فلسفیانہ اور مذہبی تصورات کو ملانا فکر کہلاتا ہے، یا یہ وہ طریقہ کار ہے جس کے بارے میں مسلمان سوچتے ہیں یا انہیں سوچنا چاہیے۔

فکر اسلامی کا معنی ' ومفہوم:

فکر اسلامی سے مراد دین کی تشریحات کا وہ مجموعہ ہے جن پر زمانہ نبوی سے تا عصر حاضر جمہور محدثین ،صالحین اوراہل علم قائم ہیں۔ جن عقائد ونظریات کو آئمہ مجتہدین اور محدثین نے دین کی مبادیات اور مسلمہ اصول قرار دیا ہے۔ وہ اصول جن میں سے کسی ایک کو نہ ماننا دین اسلام سے نکل جانے کے مترادف ہے۔ زندگی کے تمام مسائل کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا نام فکر اسلامی ہے۔ فکر اسلامی کا حقیقی سرچشمہ قرآن وحدیث

---

1 فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، 1410ھ، مادۃ الفکر۔

2 ابراہیم انیس، المعجم الوسیط، قاہرہ، مجمع اللغۃ العربیہ، 2004ء، الجزء الثانی، 698۔

3 الغزالی، ابوحامد، احیائے دینی علوم، بیروت، دار الندوۃ الجدیدہ، حصہ 425،4۔

4 محی الدین، الدکتور، علی، اسباب الانحراف الفکری وعلاجہ الشامل فی الاسلام، البصیرہ، 1437ھ، 2۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ہیں۔فکر اسلامی فرد واحد کی بجائے پورے نظام اور سماج کی اصلاح میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔فکر اسلامی اپنی خصوصیات کی بناء پر عالمگیر خصوصیات(Universal Qualities)کی حامل ہے جسکا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اسلامی فکر کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فکر ہی سے کسی تہذیب وتمدن کے خلیے بنتے ہیں۔اسلامی فکر کے جائزہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ فکر خالصتا مذہب پر مشتمل ہے۔فکر اسلامی میں ہر علم کو وحی سے اکتساب فیض کرنا ہوتا ہے۔ایسے انسانی علوم بھی اپنے انداز فکر میں وحی کے تابع ہوتے ہیں۔اگر اسلامی فکر کے اس پہلو کو مد نظر نہ رکھا جائے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ زوال فکر اور اصلاح فکر کے راستوں کو مسدود کرنا ہے۔"5

اگر فکر اسلامی کا موازنہ(Comparison)مغربی فکر کیساتھ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ فکر اسلامی کے برعکس مغربی فکر کے پاس ایسا کوئی منظم نظام موجود نہیں ہے۔مغربی نظام فکر دراصل عیسائیت کا فراہم کردہ نظام ہے جسکو انکے اپنے لوگ ہی مسترد کر چکے تھے۔مغربی انسان الوہی ہدایات سے محروم ہے کیونکہ مغربی فکر کا دارومدار صرف عقل انسانی پر ہے۔اس فکری نظام کی وجہ سے لوگ ناکامی اور مایوسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے۔فکر اسلامی میں ایک جامع نظام حیات موجود ہے جسکی پیروی سے پوری زندگی کامیابی کیساتھ گزاری جاسکتی ہے۔

فکر اسلامی کے قرآنی نقوش:

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کیساتھ ہی فکر انسانی کا بھی آغاز ہوا۔وقت گزرنے کیساتھ فکر انسانی نے ارتقائی منازل طے کی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے معاشرتی فساد کے خاتمے اور سماجی امن وسکون کو یقینی بنانے کے لیے فکر اسلامی کے احکامات ہر دور میں اپنے انبیاء کرام کو عطا فرمائے جسکی تکمیل رسول اکرم ﷺ نے فرمائی۔رسول رحمت ﷺ نے اپنے کردار کی بلندی اور کامل ترین اسوہ کی روشنی میں مسلم معاشرے میں فکر اسلامی کی ترویج واشاعت کا حق ادا کر دیا۔قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کو دیے جانے والے علوم اور بعد میں انکی زمین پر آباد کاری کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰٓىِٕكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَاۗءِ ھٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔6

"اور آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اللہ نے نام سکھائے پھر انکو فرشتوں پر پیش کرکے فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔"

کتاب ہدایت کی مختلف آیات میں انسان کو وسیع وعریض کائنات میں موجود مختلف اشیاء میں غور وفکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے تاکہ اپنے معبود حقیقی کی معرفت حاصل ہو سکے۔اس مناسبت سے درج ذیل آیات بڑی اہم ہیں۔

1۔اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ[7]۔

---

5 برہان احمد فاروقی، قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل،53۔

6البقرہ:31:2

7 المدثر18:74

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

"بیشک اس نے سوچا اور فیصلہ کیا۔"

قرآن پاک میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

2۔ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ۔[8]

"کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔"

3۔ اسیطرح ارشاد فرمایا:

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔ [9]

"آپ ﷺ سنائیں (انھیں) یہ قصہ شاید وہ غور و فکر کرنے لگیں۔"

قرآن حکیم میں بارہا تاکید کی گئی ہے کہ زمین و آسمان کی وسعتوں میں غور و فکر کرو اور اپنے پروردگار کی بنائی ہوئی کائنات میں اسکی معرفت کی نشانیاں پا کر اسکا قرب حاصل کرو۔ قرآنی آیات کے مطابق دانا وہی لوگ ہیں جو دن اور رات، زمین و آسمان اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی دیگر چیزوں میں تدبر و تفکر کر کے معرفت الٰہی حاصل کرنے والے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِۚ۔الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ۔رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ۔ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔10

"بے شک آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے، رات اور دن کے بدلنے میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے، جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہو کر بیٹھے کر اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے ہمارے رب تو نے یہ چیزیں بیکار پیدا نہیں کیں پاکی ہے تیرے لیے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔"

مسلم فکر کی اساسیات:

آٹل اور پختہ نظریات کی انسانی زندگی میں بڑی اہمیت ہے جس سے کسی بھی صورت انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہر شخص اپنی زندگی مختلف افکار و نظریات کے تحت بسر کرتا ہے۔ یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ انسانی وجود میں افکار کی مثال روح کی مانند ہے۔ نظریہ سلامت ہو تو انسان ایک کامیاب زندگی بسر کرتا ہے لیکن اگر نظریاتی سلامتی کی نعمت سے کوئی محروم ہو تو گمراہی اسکا مقدر بن جاتی ہے۔ مثبت اور درست فکر انسانی بدن کی بادشاہ کہلاتی ہے جبکہ نظریات اگر خراب ہو جائیں تو انسان بھی برائیوں کا ڈھانچہ بن جاتا ہے۔ اسی لیے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ فکر اسلامی کی اساسیات میں کونسے اہم عناصر شامل ہیں۔

1۔ قرآن و سنت سے رہنمائی:

قرآن پاک انسانیت کی فکری اور نظریاتی ہدایت کا مصدر اول ہے۔ قرآن عظیم عقائد، عبادات، معاملات غرض کہ ہر قسم کے علوم و فنون کا مجموعہ ہے۔ فکر اسلامی کی اساسیات (Foundation) میں سر فہرست قرآن و سنت سے رہنمائی لینا شامل ہے۔ قرآن و حدیث سے ہدایت حاصل کیے

---

8 الآنعام 50:6

9 الآعراف 176:7

10 آل عمران 3:190۔191

بغیر کوئی بھی کامیابی کا دعویٰ نہیں کر سکتا بلکہ ایسا فرد مسلمان بھی نہیں کہلائے گا۔ قرآن وحدیث کو مضبوطی سے تھامنے اور انکی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہی مسلمانوں کی کامیابی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔11

"اور تم اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جب تم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی تو تم اس کے کرم سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے نجات دی، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی آیتوں کو بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاو۔"

قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا واضح حکم موجود ہے۔ آپ ﷺ کو احکامات اسلام کا شارح ہونے کا اعزاز دیا گیا ہے۔ گویا نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت کی جانب سے تشریعی اختیارات (legislative Powers) سونپے گئے ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَـبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"۔12

"جو اس رسول نبی امی کی اتباع کریں گے جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں، جو ان کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، جو ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام کریں گے جو ان سے بوجھ اتاریں گے، اور ان کے گلوں سے طوق اتاریں گے، پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اسکی تعظیم کی اور اس کی نصرت و حمایت کی اور اس روشنی کی پیروی کی جو انکے ساتھ نازل کی گئی پس وہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔"

محسن انسانیت جناب محمد مصطفی ﷺ نے ہر قسم کی گمراہی اور فتنوں سے عافیت کے لیے اپنی امت کو قرآن وسنت سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنْ الْآخَرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنْ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا۔"13

"اے لوگو! بے شک میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم انکو مظبوطی سے تھام لوگے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوسکتے، اور ان میں سے ایک چیز دوسری سے بڑی ہے، ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک پھیلی

---

11 آل عمران:103:3

12 الاعراف:157:7

13 محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن الترمذی، رقم الحدیث:3788۔

ہوئی رسی ہے اور دوسری چیز میرے گھر والوں کی محبت، اور بلاشبہ یہ دونوں ہر گز ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر جمع ہوں گے، پس تم دیکھو کہ ان دونوں کے بارے میں تم میری کیسی جانشینی کرتے ہو۔"

مذکورہ دلائل سے واضح ہوا کہ جسطرح قرآن پاک فکر اسلامی کا ماخذ اول ہے اور قرآن کے تمام بیان کردہ احکامات پر یقین و عمل لازمی ہے بالکل اسیطرح نبی اکرم ﷺ کے افعال واقوال اور فرامین پر بھی یقین و عمل لازمی ہے۔

2۔دین اسلام سے پختہ وابستگی:

اسلام اللہ تعالیٰ کا واحد پسندیدہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے۔ تمام انبیاء ورسل اسی دین کی تبلیغ اپنی اپنی قوم کو کرتے رہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی دین کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"دین سے مراد حق تعالیٰ کی عطا کردہ وہ بنیادی تعلیم ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک ایک ہی انداز میں چلی آرہی ہیں، جس میں وقت کے گزرنے، حالات کے بدلنے سے کوئی کمی پیشی نہیں ہوتی۔ دین کی بنیادی اساسیات یعنی عقائد، توحید ورسالت اورآخرت پر ایمان، ان کے مقتضیات پر ایمان اور مکارم اخلاق ہر دور میں ایک ہی رہے ہیں۔ قوموں کے آنے جانے، اقوام وملل کے نشیب وفراز سے ان عقائد میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔"14

قرآن حکیم میں اللہ پاک نے دین اسلام کو اپنا پسندیدہ دین قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔15

"بیشک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔"

روز محشر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اگر کسی دین کو قبول کیا جائے گا تو وہ دین اسلام ہی ہوگا جبکہ باقی ادیان کو مسترد کردیا جائے گا جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۔16

"اور جس نے اسلام کے علاوہ اور کسی دین کو طلب کیا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے شمار ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو نظام زندگی پسند کیا ہے وہ دین اسلام ہی ہے جسکی گواہی قرآن حکیم میں بھی دی گئی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔17

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کرلیا ہے۔"

---

14 غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی، لاہور، الفیصل ناشران، اردو بازار، 2022ء، 324

15 آل عمران:19:3

16 آل عمران:85:3

17 المائدہ:3:5

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

گزشتہ آیات سے واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسند ہے۔ جب اسلام اللہ تعالیٰ کی پسند ہے تو جو اسلام کو ماننے والا ہو وہ بدرجہ اولیٰ عند اللہ پسندیدہ قرار پائے گا۔ اسلام کیا ہے؟ اسکی آسان فہم تعریف یہی ہے کہ وہ تعلیمات جو نبی اکرم ﷺ نے امت کو عطا فرمائیں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور جن سے منع کیا اسے اسلام اور مسلم فکر کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔18

"اور رسول ﷺ جو تم کو دیں اس کو پکڑ لو اور جس سے تم کو منع کریں اس سے باز آجاؤ،اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔"

"حضرت عبد اللہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سمجھانے کے لئے ایک سیدھی لکیر کھینچی، پھر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ اس کے بعد اس لکیر سے دائیں بائیں کچھ مزید لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ مختلف راستے ہیں، ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان بیٹھا اپنی طرف بلا رہا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پڑھا: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْا، الخ"۔19

اسلام کا خلاصہ حضور اکرم ﷺ کی پیروی اور جماعت صحابہ کرام کے طریقہ سے کامل وابستگی ہے۔ قرآنی احکامات کی روشنی میں مسلمان وہی کہلائے گا جو سنت رسول ﷺ اور جماعت صحابہ کرام سے وابستہ ہو۔

3۔ جمہور امت کے افکار و نظریات کی پیروی:

جمہور امت کے افکار و نظریات جو ہر دور میں رائج رہے ان افکار کو اہلسنت و جماعت بھی کہا جاتا ہے۔ دین میں بعض چیزیں اصل اور بنیاد (Base) کی حیثیت رکھتی ہیں جنہیں اصول کہا جاتا ہے اور بعض چیزیں فروع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ عقائد حقہ میں اختلاف سے روکا گیا ہے جبکہ فروعی اختلافات جو کہ آئمہ اور مجتہدین میں ہوتے ہیں انکو امت کے لیے رحمت قرار دیا گیا ہے۔ فکری انحراف کا شکار وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ اسلام کے اصول و نظریات کا انکار کرتے ہیں یا پھر مبادیات دین میں رائے زنی کرتے ہیں۔ سواد اعظم کی پیروی کا حکم دیتے ہوئے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا، وَقَالَ: يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔ 20

"اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے پس سواد اعظم کی پیروی تم پر لازم ہے بے شک جو اس سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہوا اسکا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

---

18 الحشر:59-7

19 النسائی، أحمد بن شعیب، السنن الکبری، بیروت مؤسسۃ الرسالۃ، 2001، 95۔

20 محمد بن عیسیٰ ترمذی، رقم الحدیث: 2167

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

قَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ:إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.21

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹی تھی اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، صحابہ کرام نے سوال کیا وہ کونسا فرقہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو بالکل اس طریقہ کے مطابق ہو جو میرا اور میرے صحابہ کرام کا ہے۔"

اس سے واضح ہوا کہ دور فتن میں معیار حق نبوی طریقوں کو اپنانے اور جماعت صحابہ کرام کی پیروی کیساتھ جمہور امت، سلف صالحین کی فکر کو اپنانا قرار دیا گیا ہے۔ سو موجودہ دور میں فکری گمراہی سے تحفظ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم ان نظریات کی پیروی کریں جو جمہور امت کے عقائد ہیں۔ سید سلمان ندوی اہلسنت و جماعت کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں:

"مسلمانوں میں ہر دور میں سینکڑوں فرقے ہوئے لیکن وہ نقش بر آب تھے، ابھرے اور مٹ گئے، لیکن جو فرقہ عموم اور کثرت کیساتھ باقی ہے، اور آج مسلمانوں کا اکثر حصہ بن کر اکناف عالم میں پھیلا ہے وہ اپنے آپکو فرقہ اہلسنت وجماعت میں شمار کرتا ہے۔ اہلسنت والجماعت تین لفظوں سے مرکب ہے۔ اہل کا معنٰی اشخاص، مقلدین اور پیروکار کے ہیں، سنت عربی میں راستے کو کہتے ہیں اور مجازاروش، زندگی اور طرز عمل کے معنی میں آتا ہے، سنت سے مقصود عام سنت نہیں بلکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی طرز زندگی اور طریقہ عمل کو سنت کہتے ہیں۔ جماعت کے لغوی معنی گروہ کے ہیں لیکن یہاں جماعت سے مراد جماعت صحابہ کرام ہے۔"22

شیخ احمد سرہندی المعروف حضرت مجدد الف ثانی نے لوگوں کو اہلسنت کے متفقات کی پیروی کرنے کی تاکید کی ہے تاکہ نجات ممکن ہوسکے۔ اپنے ایک مکتوب میں آپ نے فرمایا:

"چاہیے کہ اہلسنت کے معتقدات پر مدار ایمان رکھیں اور زید عمرو کی باتوں پر توجہ نہ دیں۔ بد مذہبوں کے خود ساختہ توہمات ونظریات پر مدار رکھنا خود کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کہ اقتدا ضروری ہے تاکہ امید نجات پیدا ہو۔"23

ذکر کردہ مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تمام احکامات جو قرآن کی آیات یا صحیح احادیث، سلف صالحین یا معتبر علماء کی تصریحات سے ثابت ہوں انکو ماننا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔ امت کے اجماعی عقائد و نظریات کی پیروی کرنے سے ہی ہم فساد اور گمراہی سے بچ سکتے ہیں ورنہ فکری انحراف اور بغاوت کفر تک لیجانے کا سبب بن جاتی ہے۔

4۔ مسلمات وضروریات دین کی پیروی:

---

21 ایضا، باب ماجاء فی افتراق ھذہ الامہ، رقم الحدیث: 2641۔

22 ندوی، سید سلیمان، رسالہ اہلسنت والجماعت، اعظم گڑھ، دار المصنفین، 8

23 سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، کراچی، مدینہ پبلشنگ، 1970ء، دفتر اول، مکتوب نمبر 251۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

فکری انحراف سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمات دین میں سے کسی کا بھی انکار نہ کیا جائے۔ جو عقائد قرآن وسنت سے نصا اور ظاہر اثابت ہوں، عقیدہ یا عمل قطعی الدلالت اور قطعی الثبوت ہونے کیساتھ جن تعلیمات پر اجماع امت ہو انکو ضروریات دین میں شامل کیا جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول ﷺ تک تمام انبیاء کرام کے عقائد ایک ہی تھے۔ جیسا کہ الوہیت، فرشتوں پر ایمان، نبوت ورسالت، تقدیر وغیرہ یہ وہ عقائد ہیں جنکو اصول دین کہا جاتا ہے ان میں سے کسی میں بھی اختلاف جائز نہیں ہے۔ مسلمات وضروریات دین کی وضاحت کرتے ہوئے امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:

فائدہ جلیلہ: چار قسم کی باتیں مسلمات میں سے ہیں:

1۔ ضروریات دین:

جسکا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں کسی شبہے اور تاویل کی گنجائش نہیں اور انکا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

2۔ ضروریات مذہب اہلسنت وجماعت:

انکا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر انکے قطعی الثبوت ہونے میں معمولی سے شبہے اور تاویل کا احتمال رہتا ہے، اسی لیے انکا منکر کافر نہیں، بلکہ گمراہ ،بدمذہب اور بے دین کہلاتا ہے۔

3۔ ثابتات محکمات:

انکے ثبوت کو دلیل ظنی کافی ہے، جب کہ اس سے اس درجے کا ظن غالب حاصل ہو کہ اسکی جانب مخالف مطروح مضمحل (کمزور) قرار پائے اور خاص توجہ کے قابل نہ رہے۔ انکے ثبوت کے لیے احادیث آحاد، صحیح یا حسن کافی ہے، اسیطرح سواد اعظم کے قول اور جمہور علماء کی سند ثابتات محکمات کے لیے کافی ہے، فان ید اللہ علی الجماعۃ۔ مندرجہ بالا معیار کے مطابق مسائل کی وضاحت کے بعد انکا منکر خطاکار وگنہگار قرار پاتا ہے، لیکن اسے بے دین یا بد دین یا گمراہ یا کافر یا خارج از اسلام قرار نہیں دیا جائے گا۔

4۔ ظنیات محتملہ:

انکے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی ہے جسکے بعد جانب مخالف کی بھی گنجائش ہو، انکے منکر کو صرف خطاکار اور قصوروار کہا جائے گا، خطاکار ،گنہگار، گمراہ اور کافر نہیں کہا جائے گا۔24

5۔ عقائد حقہ میں اختلاف کی ممانعت:

مسلم فکر کی اساسیات میں یہ پہلو بھی بڑا اہم ہے کہ متفقہ عقائد سے انکار نہ کیا جائے۔ جن میں توحید باری تعالیٰ پر ایمان ، رسولوں پر ایمان، فرشتوں پر ایمان ، تمام کتب اور آسمانی صحائف پر ایمان ، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا، قتل ناحق ، بدکاری اور جھوٹ بولنے کی ممانعت ،حیات بعد الموت ، جنت ودوزخ ، وقوع قیامت اور حساب وکتاب وغیرہ شامل ہیں۔ تمام نبیوں اور رسولوں نے انہی احکامات کی تعلیم اپنی امت کو دی اور یہی سب کا واحد دین ہے۔ ہر نبی اور رسول کی شریعت میں عبادت کرنے کے طریقے مختلف بھی

24 بریلوی، احمد رضا، امام، فتاوی رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، 1999ء، جلد29، 385

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

رہے جو انہوں نے اپنے زمانے اور حالات کے اعتبار سے مقرر فرمائے۔ عقائد حقہ اور ضروریات دین کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی منیب الرحمٰن لکھتے ہیں:

"مثلاً ختم نبوت کا انکار، خاتم النبیین کے اجماعی معنیٰ کا انکار، اخروی جزاء وسزا، حشر ونشر اور جنت و جہنم کا انکار، اللہ تعالیٰ یا کسی بھی نبی کی شان میں اہانت، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان طرازی، قرآن کو تحریف شدہ یا بیاض عثمانی ماننا، غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا اور مسلمانوں کے خون کو بلا تاویل حلال قرار دینا، شعائر اسلام جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ کا مذاق اڑانا اور اسکے علاوہ وہ تمام کفریات جو عقائد اور فقہ کی معتبر کتابوں میں صراحت کیساتھ مذکور ہیں، کا قائل ہونا۔"25

6۔اجتہاد اسلامی کی عصری ضرورت اور تشکیل جدید:

موجودہ زمانہ غیر معمولی تبدیلیوں کا زمانہ ہے۔ آج مسلم معاشرے میں سیاسی، دینی، معاشی اور معاشرتی سینکڑوں ایسے مسائل سامنے آرہے ہیں جنکے بارے میں ماضی میں کبھی سوچا بھی نہیں گیا تھا۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کو جن فکری مسائل کا سامنا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلم سکالرز اجتہاد سے بے خبر ہو کر اسلامی افکار کی دور جدید کے مطابق تشریح وتوضیح کر کے جدید مسائل کا حل پیش نہیں کر پا رہے۔ اسی وجہ سے آج کی نوجوان نسل دین سے دور ہو کر لادینیت کا شکار ہو رہی ہے۔ اس پہلو پر بروقت کام نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں یہ نقصان اٹھانا پڑا کہ عصر حاضر میں مسلمانون کو اپنی صحیح سمت کا علم ہی نہ ہو سکا۔ میڈیا کی تیز رفتاری کی بدولت جسکی گفتگو اچھی لگی اسکی پیروی کرنا شروع کر دی۔ اسلام ہمیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ نئے پیدا ہونے والے مسائل جنکا حل بظاہر قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو تو انکا حل قرآن وحدیث کے اصولوں کی روشنی میں تلاش کیا جائے اسی کو اجتہاد کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے کئی مواقع پر خود کئی مسائل کے بارے میں اجتہاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ جب نبی پاک ﷺ کے سامنے اسکا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی حوصلہ افزائی فرمائی انہیں سند جواز عطا فرمادی اور کسی کے عمل کو خطا قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ روایت میں ہے:

"جب نبی کریم ﷺ غزوہ احزاب سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا: بنو قریظہ میں جا کر نماز عصر پڑھنا، راستے میں نماز کا وقت ہو گیا، بعض صحابہ کرام نے کہا جب تک ہم بنو قریظہ نہیں پہنچیں گے نماز نہیں پڑھیں گے اور بعض نے کہا: نہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہ تھی، ہم نماز پڑھیں گے، بعد میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسکا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے کسی فریق کو ملامت نہیں کی۔26 "

مذکورہ حدیث سے واضح ہوا کہ عہد نبوی سے ہی اس بات کو سند جواز فراہم کر دی گئی تھی کہ نئے پیش آنے والے وہ مسائل جنکا حل بنیادی مصادر شریعت میں نہ ہو انکا حل قرآن وسنت کے اصولوں کی روشنی میں تلاش کر لینے میں کوئی ممانعت نہیں ہے بشرطیکہ وہ حل احکامات اسلام سے متصادم نہ ہو۔ آج اشد ضرورت ہے کہ عملی اجتہاد کو بروئے کار لایا جائے۔ دین اسلام آج بھی انسانی فطرت کیساتھ اتنی ہی موافقت رکھتا ہے جتنی کہ اپنے آغاز

25 منیب الرحمٰن، مفتی، اصلاح عقائد واعمال، کراچی، دار العلوم نعیمیہ، 2018، 31۔

26 محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح، رقم الحدیث: 4119۔

میں رکھتا تھا۔ دور حاضر میں "فقہ تقدیری" کا وہ عظیم الشان علمی کام جو کسی دور میں ہمارے فقہا اور آئمہ کا طرۂ امتیاز ہوتا تھا وہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔

> "پاکستان بننے کے بعد جب یہ سوال اٹھا کہ اسلامی نظام کا نفاذ کس مذہبی فرقہ کی تشریحات کے مطابق ہو گا تو تمام مذہبی مکاتب فکر کے 31 سرکردہ علماء کرام جمع ہوئے۔ علامہ سید سلیمان ندوی کی سربراہی میں انہوں نے 22 متفقہ دستوری نکات طے کر کے واضح کر دیا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالہ سے مذہبی مکاتب فکر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے، لیکن ہمارے نزدیک تمام مکاتب فکر کے 31 سرکردہ علماء کرام کے 22 متفقہ دستوری نکات اتحاد امت کا مظہر ہونے کیساتھ اس سے کہیں زیادہ اہم اور حساس ملی معاملات میں اجتہادی عمل کے آئینہ دار بھی ہیں۔"27

دور جدید میں اسلامی افکار کی تشکیل نو پر زور دیتے ہوئے مولانا وحید الدین خان لکھتے ہیں:

> "عصر حاضر میں اسلامی فکر کی تشکیل نو کا کام جتنا ضروری ہے وہ اتنا زیادہ مشکل بھی ہے یہ ایک ایسا کام ہے جس میں ایک طرف اگر عصر حاضر کا گہرا مطالعہ ضروری ہے تو اسی کیساتھ یہ بھی لازم ہے کہ آدمی کو اسلام کی تعلیمات اور اسکی روح سے کامل درجہ کی واقفیت حاصل ہو۔ اس دو طرفہ شرط میں ادنی کمی بھی بھیانک غلطی تک پہنچانے کا سبب بن سکتی ہے۔"28

تجاویز و سفارشات:

1. تعلیمی نظام میں اسلامی فکر اور جدید علوم کا امتزاج متعارف کرایا جائے۔
2. بین المذاہب مکالمے کے پلیٹ فارمز کو فروغ دیا جائے تاکہ اسلام کی پُرامن تعلیمات کو اجاگر کیا جاسکے۔
3. اسلامی فکر کے عالمی امن اور اخلاقیات میں کردار پر تحقیقی کام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
4. عصر حاضر کے مسائل کے حل کے لیے اسلامی نقطہ نظر کو اپنانے کے لیے تھنک ٹینک قائم کیے جائیں۔
5. میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے اسلامی فکر اور اس کے اصولوں کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔

خلاصہ بحث:

تفکر و تدبر وہ اعلیٰ انسانی صفات ہیں جنکی وجہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات پر فوقیت بخشی ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں انسان کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اس وسیع و عریض کائنات میں غور و فکر کرے تاکہ اپنے معبود حقیقی کی معرفت حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے معاشرتی فساد کے خاتمے اور سماجی امن و سکون کو یقینی بنانے کے لیے فکر اسلامی کے احکامات ہر دور میں اپنے انبیاء کرام کو عطا کیے جسکی تکمیل نبی پاک ﷺ نے فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں اپنے کامل ترین اسوہ کے ذریعے معاشرے میں فکر اسلامی کی ترویج و اشاعت کا حق ادا کیا۔ ہر دور کے علماء و محدثین فکر اسلامی کی مدد سے ہی گمراہیوں کا تدارک کرتے رہے یہی سلسلہ تا صبح قیامت جاری رہے گا۔ مسلم فکر اپنی عالمگیر خصوصیات (Universal Qualities) کی بنیاد پر مذاہب عالم اور بنی نوع انسانیت کے لیے امن کی نوید ہے جسکی اساسیات میں قرآن و حدیث سے رہنمائی لینا، اسلام سے پختہ

---

27 ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ، اپریل 2001ء۔

28 وحید الدین خان، مولانا۔ فکر اسلامی، لاہور، مکتبہ دارالتذکیر، 1996ء، 11۔

وابستگی، عقائد حقہ میں اختلاف کی ممانعت، اور جمہور امت کے افکار و نظریات کی پیروی وغیرہ بطور خاص شامل ہیں۔ فکر اسلامی کا حقیقی تصور صرف فرد کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کی اصلاح میں انقلابی کردار ادا کرتا ہے۔ جن عناصر نے فکر اسلامی سے ہٹ کر اپنی عقل کے مطابق نظام زندگی کے اصول وضع کیے اور جنہوں نے مسلم فکر سے راہ فرار اختیار کر کے شخصی اور فکری نظریات کی ترویج واشاعت کی وہ لوگ ہمیشہ دوسروں کے لیے فساد وبدامنی اور گمراہی کا سبب بنے۔ سو عصر حاضر میں فکر اسلامی کو اپنانے میں ہی ہماری نجات ہے اسکے بغیر کوئی دوسرا آپشن ہمارے پاس نہیں ہے۔ فکری انتشار موجودہ دور کا ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس سے حفاظت کی ممکنہ صورت یہی ہے کہ ہم فکر اسلامی کی مبادیات سے مکمل آگاہی حاصل کریں تاکہ ہر قسم کے فتن سے بچ سکیں۔